AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سوشل میڈیا اور معاشرتی رویوں میں اخلاقی تربیت: سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں

Social Media and Moral Training in Societal Attitudes: In the Light of the Seerah

Waliullah
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur, Sindh, Pakistan.
Email: waliullah.abbad@gmail.com

Abstract
In the contemporary era, social media has redefined communication and information dissemination; however, its misuse has led to the erosion of moral values, the spread of misinformation, and various societal challenges. This study aims to explore the potential of social media as a means to promote Islamic teachings and moral values, particularly in the light of the Prophetic Seerah ﷺ. The research employs a comparative and analytical approach using Quranic verses, Prophetic traditions, and modern sociological literature. Findings reveal that social media can be an effective platform for education, truth, social reform, and the dissemination of positive narratives. The study emphasizes the need for the state to promote responsible use of social media through training programs, legislation, and ethical regulations. Furthermore, by integrating social media ethics into the educational curriculum, the moral development of the younger generation can be enhanced. Thus, guided by the teachings of the Prophet Muhammad ﷺ, social media can be transformed from a source of harm into a powerful tool for societal reform.

Keywords: *Islamic Teachings, Ethical Training, State Responsibilities, Moral Values, Public Awareness, Legislation and Regulation*

تعارف موضوع

انسان، فطری طور پر اپنی ضرورت اور اپنا نکتۂ فکر دوسروں تک پہنچاتا رہا ہے۔ اس فطری ضرورت کی تکمیل کے لیے، قدرت نے اسے مختلف ذرائعِ ابلاغ سے نوازا ہے۔ ان ذرائع میں زبان و قلم بنیادی ذریعہ ہیں، جن کے استعمال کا انسان ہمیشہ سے محتاج رہا ہے؛ لیکن انسانی فطرت میں خوب سے خوب تر کی جستجو کے نتیجے میں ذرائعِ ابلاغ کے شعبے میں بلاشبہ حیرت انگیز ایجادات ہوئیں، جنہوں نے انسانی سماج اور تہذیب و تمدن پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ ان میں سوشل میڈیا عصرِ حاضر کا مؤثر پلیٹ فارم ہے، جس کے ذریعے معلومات اور افکار کی اشاعت نا صرف سہل بلکہ تیز رفتار ہو گئی ہے۔ اس نے دنیا کو گلوبل ولیج (Global Village) کی مانند کر دیا ہے، جس کی بنیاد پر یہ دنیا میں فکری اور سماجی تبدیلیوں میں بھی زود اثر کردار ادا کر رہا ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز سے جہاں انسانی زندگی میں آسانی پیدا ہوئی ہے اور عوامی شعور اجاگر ہوا ہے، وہاں انسانی طرزِ زندگی، سوچ و فکر، رویوں اور تعلقات کے ساتھ تہذیب و ثقافت پر مثبت و منفی (Positive &Negative) ہر دو طرح کے گہرے اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ایسے کئی اصول و قواعد ملتے ہیں، جو سوشل میڈیا اور معاشرتی رویوں میں اخلاقی تربیت کے سلسلے میں بخوبی رہنمائی کرتے ہیں۔ اس لیے زیر نظر مقالے میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں سوشل میڈیا اور معاشرتی رویوں میں اخلاقی تربیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سوشل میڈیا کا مفید اور منفی استعمال اور اس کے اثرات:

اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ جہاں ایک طرف سوشل میڈیا کے مفید استعمال سے سماجی بہتری اور معاشرتی ترقی میں مثبت اثرات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں خیر وبھلائی کے پیغامات کی تشہیر، دینی اور تعلیمی مواد کی ترسیل اور عوامی شعور وسماجی آگاہی جیسے مثبت اثرات پڑتے ہیں۔ وہاں دوسری طرف اس کا غیر مناسب اور منفی استعمال، سماجی عدمِ توازن اور معاشرتی بگاڑ کا باعث ہے۔ اس کی وجہ سے الزام تراشی، کردار کشی، غلط معلومات کا پھیلاؤ اور بے حیائی کی ترویج جیسے غیر مناسب اور غیر اخلاقی پہلو بآسانی وقوع پذیر ہورہے ہیں۔ ہماری معاشرتی اقدار اور عمدہ اوصاف: ایثار وقربانی، ادب واحترام، برداشت وتوازن اور اخلاق واعتدال اس کے منفی اثرات کے نذر ہوتی جارہی ہیں۔

درحقیقت سوشل میڈیا ایک دودھاری تلوار ہے، اس کا درست، مثبت اور مفید استعمال کرکے فوائد اور مثبت اثرات حاصل کیے جاسکتے ہیں تو اس کے منفی، غیر مناسب اور غیر شرعی استعمال سے نقصانات اور منفی اثرات سے دوچار ہوا جاسکتا ہے؛ اس لئے ہمیں اس کے مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ پیش کرکے اس کے مثبت اور مفید استعمال کی تعلیم وتربیت کی فکر کے ساتھ، اس کے منفی استعمال کی بیخ کنی کرنا ضروری ہے۔ اس کے درج ذیل مثبت اثرات ہوسکتے ہیں:

1۔ دینِ اسلام اور اخلاق کی تعلیمات کا فروغ:

سوشل میڈیا، دینِ اسلام اور اخلاقیات کے تعلیم کے لئے ایک مؤثر پلیٹ فارم ہے۔ اس کو عوام کی دینی ضرورت اور دعوتی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دین کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں دینِ اسلام کے خلاف پروپیگنڈوں کو سامنے رکھتے ہوئے اُس کے محاسن اور اُس کے دینِ رحمت ہونے کو ذکر کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر اسلام کی اعتدال پسندی، میانہ روی، صلح وآشتی کے مزاج کو خوش اسلوبی کے ساتھ ظاہر کرنا، تشدد ودہشت گردی سے اس کی فطری دوری کو آشکار کرنا وقت کا فریضہ اور اہلِ علم کی ذمہ داری ہے۔

ہمارے ہاں بعض حلقے سوشل میڈیا کو مغربی تہذیب کے فروغ کے آلات گردانتے ہوئے ان کے دعوتی مقاصد کے لئے استعمال کو بھی برا سمجھتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل درحقیقت اس پورے میدان کو خالی اور نسلِ نو کو اس بے آب وگیاہ وادی میں بے یارومددگار چھوڑنے کے مترادف ہے۔

جب ہم رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جو بذاتِ خود ایسی میڈیائی قوت کا حامل تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی مقبول دعا فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ[1] (لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے) کی روشنی میں ساری انسانیت کے دل اس کی طرف فطری میلان رکھتے ہیں۔ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ دین کی خاطر اس وقت کی مروج ساری میڈیائی قوتوں کا استعمال کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اعلان اور دعوتِ اسلام کے لئے خاص طور پر صفا چوٹی کا انتخاب فرمایا۔[2] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب درحقیقت اہلِ مکہ کے ابلاغ کے اسی ذریعہ کو استعمال کرنا تھا جو ان کے ہاں رائج اور مؤثر تھا اور اس وقت کے مطابق ایک مؤثر "پریس کانفرنس" جیسا عمل تھا۔ اہلِ مکہ کے ہاں اخبار وواقعات اور افکار وخیالات کے ابلاغ کا یہ سب سے اہم، مؤثر اور سہل ذریعہ تھا۔[3]

---

[1] ابراہیم:37

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، 6/111، حدیث نمبر: 4770

[3] ابن ہشام، **سیرت النبی**، طنطا، دار الصحابۃ، 1416ھ/1995ع، 1/327

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کے اس ذریعۂ ابلاغ کو کفار و مشرکین کا پلیٹ فارم قرار دے کر ترک نہیں فرمایا, اس ذریعۂ ابلاغ کی اہمیت اور سرعت کے سبب یہ ندا مہینوں اور سالوں کی بجائے ہفتوں میں ہی مکہ کے ہر فرد اور ہر گھر تک پہنچ چکی تھی۔

اسی طرح رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر بھی دعوت و تبلیغ فرماتے تھے[4]، حالانکہ اس زمانے میں اہلِ مکہ نے حج میں بہت سی منکرات اور برائیاں شامل کرلی تھیں۔[5] عکاظ کا میلہ، جو خالص تجارتی میلہ تھا؛ لیکن اس میں شراب وشباب کی محفلیں آراستہ کی جاتی تھیں۔ ان تمام منکرات کے باوجود رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم حج کے اجتماع اور عکاظ کے میلے میں پہنچتے اور پورے وقار کے ساتھ دعوتِ حق فرماتے۔[6] اہلِ مدینہ حج کے اجتماعات کی برکت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔[7] عرب میں شاعری ایک طاقت ور میڈیائی ذریعہ تھا، لوگ اشعار کے ذریعے خبریں، افکار اور نظریات پھیلاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعری کے پلیٹ فارم کو بھی مؤثر طریقے سے استعمال فرمایا۔ حضرت حسانؓ کو آپ نے اسلام کے دفاع کے لیے شاعری کرنے کا حکم دیا اور وہ کفار کے شعراء کے پروپیگنڈے کا مدلل جواب دیتے تھے۔[8]

رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ اجتماعات میں جانا اور دعوت و تبلیغ کے لئے وہ سارے ذرائع استعمال کرنا جو جاہلی معاشرے میں رائج تھے، اس زمانے کے طاقتور ترین اور مؤثر ذرائعِ ابلاغ کے مفید استعمال کی شاندار مثالیں ہیں۔ اس لئے اپنے دور کے ذرائعِ ابلاغ سے فائدہ اٹھانا اور ان کو مثبت استعمال کرنا نہ صرف وقت کا تقاضا ہے؛ بلکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اور رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی ہے۔

2۔ سماجی مسائل کا شعور:

موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کے عام آدمی کو زندگی کے سماجی مسائل کا ادراک، احساس اور شعور بالکل نہیں ہے۔ وہ اپنی معاشی فکر اور نانِ جوئیں میں اتنا پریشان ہے کہ اسے اپنے پیٹ سے اوپر سوچنے کی فکر اور شعور کا وقت نہیں۔ ان مسائل کا ادراک اور ان سے نکلنے کا حل اس کے بس کا روگ نہیں؛ لیکن چونکہ آج کل سوشل میڈیا کو تقریباً ہر انسان استعمال کر رہا ہے تو اس کے ذریعے مختلف سماجی مسائل کو اجاگر کیا جاسکتا ہے، جس سے عوام میں شعور پیدا ہوگا۔

اسلامی تعلیمات میں بھی سماجی مسائل کے ادراک، شعور اور ان کے حل پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنهَى عَنْ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ[9]

(بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے)

یہ آیت عدل وانصاف کے قیام اور سماجی برائیوں کے خلاف شعور پیدا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

[4] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**، بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1996ع، 5/45 حدیث نمبر: 2925

[5] ابن ہشام، **سیرت النبی**، طنطا، دار الصحابۃ 1416ھ/1995ع، 1/255

[6] احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**، دار المنہاج، 1431ھ/2010ع، 10/5493، حدیث نمبر: 23621

[7] عماد الدین، ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، ہجر للطباعۃ والنشر، سن ندارد، 4/364

[8] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 4/112، حدیث نمبر: 3213

[9] النحل: 90

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَينهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ[10]

(اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہییں، جو بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں)

یہ آیت معاشرتی برائیوں کے خلاف شعور بیدار کرنے اور سماجی اصلاحِ احوال کی ذمہ داری کو اجاگر کرتی ہے۔

3۔ تعلیم وتربیت کا حصول:

سوشل میڈیا تعلیم وتربیت کے حوالے سے فاصلاتی نظامِ تعلیم کا ایک مؤثر پلیٹ فارم بن چکا ہے۔ خاص طور پر کرونا کے بعد اس میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے ذریعے استاد سے روبرو کلاس روم کی طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے اور تعلیمی مواد کی فراہمی ہوسکتی ہے۔ مختلف ماہرینِ فن آن لائن کورسز متعارف کرواچکے ہیں۔ یوٹیوب پر علم وادب کی ہر صنف اور مختلف موضوعات پر ماہرین کے ریکارڈڈ لیکچرز اور ویڈیوز موجود ہیں۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پہلے دور دراز اور پسماندہ علاقہ جات سے وابستہ شاگرد اپنی مجبوری کی وجہ سے کسبِ فیض سے محروم رہتے تھے ؛لیکن اب اس پلیٹ فارم کے ذریعے اپنی علمی پیاس بآسانی بجھاسکتے ہیں۔ اس پلیٹ فارم کے ذریعے ڈیجیٹل سکلز اور پیشہ وارانہ مہارتوں کے کورسز گھر بیٹھے دنیا کے ماہر اساتذہ سے سیکھنا انتہائی آسان بن چکا ہے۔ ٹیلی گرام چینلز اور واٹس ایپ گروپس کے ذریعہ نایاب اور بیرون ممالک کی کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اپنے تعلیمی لیکچرز اور ویڈیوز یوٹیوب اور دیگر سوشل ایپس پر رکھ سکتے ہیں۔

اسلام کی پہلی وحی تعلیم سے متعلق تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[11]

(پڑھ اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا فرمایا)

حدیث میں ہے:

طَلَبُ العِلمِ فَرِيضَة عليٰ كُلِ مُسلِم[12]

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے)

4۔ حقیقت کو آشکار کرنا:

آج المیہ یہ ہے کہ میڈیا کے دجل وفریب اور مکر کی بنیاد پر نہایت مہارت، ملمع سازی اور چرب زبانی سے دنیا میں سفید کو کالا اور کالے کو سفید بنا کر ،مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ جس سے حقائق کو مسخ کرکے اپنے مذموم مقاصد کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے جھوٹ کے تمام ہتھیار پوری قوت اور شدت کے ساتھ استعمال ہورہے ہیں؛ لیکن سوشل میڈیا اپنے اندر ایک مضبوط آواز اور بے مثال طاقت رکھتا ہے، اس کے ذریعے سچائی کو پیش کرنے اور حقیقت کو آشکار کرنے کی اہم خدمت سرانجام دی جاسکتی ہے۔ شریعت نے سچائی کو فروغ دینے اور حق کو بیان کرنے کی تعلیم دی ہے۔

[10] آل عمران:104

[11] العلق:1

[12] ابن ماجۃ، ابوعبد اللہ، **سنن ابن ماجۃ**، دارالرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ/2009ع، 1/151، حدیث نمبر:224

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ[13]

(اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو، اور نہ سچ بات کو چھپاؤ جبکہ (اصل حقیقت) تم اچھی طرح جانتے ہو)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کو پیش کرنے اور حقیقت کو آشکار کرنے کے لیے اپنے دور کے سب سے بڑے ابلاغی ذرائع کو بروئے کار لانا وقت کی ضرورت ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی سچائی پیش کرنے کے لئے کوہِ صفا کا انتخاب فرمایا۔[14] آج کے دور میں سوشل میڈیا "کوہِ صفا" جیسا کردار ادا کر سکتا ہے، جہاں سے حق کو آشکار اور سچائی کے پیغام کو پھیلایا جا سکتا ہے۔

5۔ رابطہ سازی اور تبادلہ خیال:

سوشل میڈیا کے مثبت اثرات میں سے یہ بڑی اہم چیز ہے کہ اس کے ذریعے دنیا بھر کے افراد ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر کے تبادلۂ خیال کر سکتے ہیں۔ اس کی ایک بڑی خوبی ہے کہ اس میں عوامی ذریعہ (Public Medium) جیسے انسٹاگرام، فیس بک، ٹیوٹر وغیرہ اور ذاتی ذریعہ (Personal Medium) جیسے واٹس ایپ، ٹیلی گرام، میسنجر وغیرہ کی تقسیم کی وجہ سے پبلک اور پرسنل ہر دو طرح کی رابطہ سازی میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ اس پلیٹ فارم سے ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا اور معلومات کا تبادلہ کرنا آسان بن گیا ہے۔ پہلے یہ چیز اس طرح تیز ترین اور وسیع پیمانے پر متعارف نہیں تھی۔ افراد کے درمیان بھلائی، خیر خواہی اور علم کی بنیاد پر رابطہ، باہمی تبادلۂ خیال اور تعلقات قائم کرنا اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا[15]

(اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو)

یہ آیت قومیت کے نظریہ کی بیخ کنی کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی واضح کرتی ہے کہ مختلف اقوام اور قبائل کا وجود ایک دوسرے کے ساتھ تعارف اور تعلقات قائم کرنے کے لئے ہے۔

رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور ان کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم فرمائے۔[16]

6۔ خرید و فروخت کا ذریعہ:

آج کل مارکیٹ اور دکانوں کی بجائے آن لائن خریداری کا تصور بھی تیزی سے فروغ پا رہا ہے، مختلف سوشل ایپس کی مدد سے گھر بیٹھے، اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے بآسانی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔ دیکھا جائے تو آج کے دور میں سوشل میڈیا بزنس کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم ہے، جو آمدنی کا ایک معقول ذریعہ ہے۔ اس پر ہمارے کئی نوجوان گھر بیٹھے بہترین اور مؤثر معلومات فراہم کر رہے ہیں، اپنی صلاحیت اور سکلز سے

---

[13] البقرہ:42

[14] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 6/111، حدیث نمبر:4770

[15] الحجرات:13

[16] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، بیروت، دار الجیل، 1334ھ، 5/166 حدیث نمبر:1774

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

معاشرے میں مثبت طرزِ عمل کو فروغ دے رہے ہیں، جو کہ نہ صرف معاشرے کے لئے مفید ہے؛ بلکہ ان کے لئے بہترین آمدنی کا ذریعہ بھی ہے۔ اسلام تجارت کو بابرکت ذریعۂ معاش قرار دیتا ہے[17] اور سیرتِ نبوی سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کی مؤثر تجارتی مارکیٹوں میں کاروبار کیا۔ چنانچہ سیرت کی کتابوں میں یہ تذکرہ ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے تاجروں کے ساتھ مل کر شام کی تجارتی مارکیٹ میں کاروبار کیا۔[18]

سوشل میڈیا کے درج بالا مفید اور مثبت استعمال کے ساتھ درج ذیل غیر مناسب استعمال اور اس کے منفی اثرات بھی ہوسکتے ہیں:

1۔ اخلاقی زوال:

اس سے عام طور پر غیر اخلاقی مواد: نازیبا تصاویر اور فحش (Porn) ویڈیوز کی برسرِعام ترسیل کی جاتی ہے، اور بے حیائی کا ایک طوفانِ بلاخیز آئے دن زور افزوں ہے۔ ایسی اخلاقی خرافات ہمارے دین وایمان اور معاشرتی اقدار کے مطابق خلوت کدہ میں گوارا نہیں کی جاسکتی، چہ جائیکہ وہ سب کو دیکھنے کے لئے دعوتِ گناہ دی جائے۔ اس سے معاشرے میں اخلاقی زوال فروغ پارہا ہے اور یہ چیز کسی بھی پاکیزہ اور مہذب معاشرے کے لئے زہر ہلاہل اور اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں سختی سے اس سے بچنے کی تاکید کرتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ[19]

(جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے)

حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بے حیائی پھیلانا ایمان کے خلاف ہے اور اسے روکنا دینی فریضہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

الْحَيَاءُ شُعبَة مِنَ الإيمَانِ[20]

رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حیائی کے سدِباب کے لئے سخت اقدامات کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بے حیائی پھیلانے والے بعض لوگوں کو سزائیں بھی دی گئیں، چنانچہ ابن ہشامؒ نے اپنی سیرت میں بنو قینقاع کی جلاوطنی کے عوامل پر گفتگو کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بھی نقل کی ہے کہ ایک دن بنو قینقاع کے بازار میں ایک مسلمان خاتون خریداری کے لئے گئیں تو ان کے ایک شخص نے شرارت کے طور پر خاتون کے کپڑے کے کنارے کو کسی چیز سے باندھ دیا۔ جب وہ خاتون کھڑی ہوئیں تو اس کے جسم کا کچھ حصہ ظاہر ہوگیا۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان نے اس شخص کو قتل کر دیا، جس نے یہ حرکت کی تھی۔ جواب میں انہوں نے مسلمان کو شہید کر دیا، جس سے مدینہ منورہ میں فتنہ پیدا ہوگیا۔ جب یہ معاملہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کو اس بے حیائی اور معاہدہ شکنی پر ان کا محاصرہ کیا اور انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا۔[21] حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اس واقعہ کو ذکر کیا ہے۔[22]

---

[17] العینی، بدرالدین، **عمدۃ القاری**، القاہرہ، مطبع المنیریہ، س ن ندارد، 5/711

[18] ابن ہشام، **سیرت النبی**، طنطا، دارالصحابۃ، 1416ھ/1995ء، 1/242

[19] النور: 19

[20] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، بیروت، دارالجیل، 1334ھ، 1/46، حدیث نمبر: 35

[21] ابن ہشام، **سیرت النبی**، طنطا، دارالصحابۃ، 1416ھ/1995ء، 2/457

[22] عماد الدین، ابن کثیر، **البدایۃ والنہایۃ**، ہجر للطباعۃ والنشر، س ن ندارد، 5/319

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

2۔ فتنہ وفساد:

سوشل میڈیا کسی بھی انسان پر کیچڑ اچھالنے، اس کی عزتِ نفس پر حملہ کرنے، الزام تراشی اور بہتان بازی، انسانی شکلوں کو بگاڑنے اور مخالفین پر طعن وتشنیع کا سہل ترین پلیٹ فارم ہے۔ نیز معاشرے میں مار دھاڑ، تشدد اور سنسنی پھیلانے کے لئے بھی سوشل میڈیا کا بے دریغ استعمال ہو رہا ہے، اس سے جھوٹی خبریں پھیلائی جاتی ہیں اور اکثر باتیں بغیر تحقیق کے اس پر ڈال دی جاتی ہیں۔ بغیر تحقیق کے بات پھیلانا قرآن کریم کی رو سے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنبَإٍ فتبينُوا[23]

(اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو)

حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تحقیق بات پھیلانا جھوٹ کے زمرے میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

كَفيٰ بِالمَرءِ كَذِبا اَن يُحَدِث بِكُلِ مَاسَمِعَ[24]

(آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے)

اسلام سنسنی پھیلانے کو منافقین کا شیوہ قرار دیتا ہے۔ سنسنی پھیلانے اور خوف وہراس پیدا کرنے کے حوالے سے سورۃ النساء میں ارشادِ ربانی ہے:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ[25]

(اور جب ان کو کوئی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔)

3۔ الحاد اور مغربی ثقافت کا فروغ:

عصرِ حاضر میں نسل نو میں الحاد اور خدا کے وجود سے انکار پوری تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ الحاد پھیلانے کے لئے پلیٹ فارم مہیا کرنے میں سوشل میڈیا کا کردار انتہائی خطرناک اور پریشان کن ہے۔ ایک منصوبہ کے تحت ایسے سینکڑوں اکاؤنٹس بنائے گئے ہیں، جن کا مقصد اسلامی شعائر واحکام کی تضحیک کرنا، قرآنِ کریم وسیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر اعتراضات کرنا ہے۔ ان سے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے سائنس سے بالاتر موضوعات، وجودِ خدا، وحی، واقعہ معراج وغیرہ پر پوسٹس کی جاتی ہیں۔ شریعت کے ہر حکم کو مغربی نظریات اور سائنسی بنیادوں پر پرکھنے کی مہم چلائی جاتی ہے۔ یہ ایک خطرناک کھیل بڑی خاموشی کے ساتھ؛ لیکن پوری منصوبہ بندی سے ہماری نسلوں کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے مغربی طرز کے دلدادہ نوجوان آسانی سے دنیا بھر کے ملحدین کے ساتھ جڑ رہے ہیں۔ قرآنِ کریم کی روشنی میں ان کی بیخ کنی اور سدِ باب بہت ضروری ہے۔

---

[23] الحجرات:6

[24] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار الجیل، 1334ھ، 1/8، حدیث نمبر:5

[25] النساء:83

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذاً مِثْلُهُمْ[26]

(اور اس نے کتاب میں تم پر یہ حکم نازل کیا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک مت بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں، ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے)

4۔ ذہنی دباؤ:

سوشل میڈیا ایک نشہ ہے، جس کو زیادہ استعمال کرنے کی وجہ سے انسان، وقت ضایع کرنے کا خوگر بن جاتا ہے۔ خاص طور پر نوجوانوں میں ہر وقت آن لائن رہنے کی عادت سرایت کر چکی ہے۔ بسا اوقات اس پر فضول چیٹ کرنے، سیاسی و گروہی بحث ومباحثہ کرنے، ویڈیوز دیکھنے، بلا مقصد پوسٹس لگانے، بے فائدہ شیئرنگ کرنے اور کمنٹس کرنے کی وجہ سے زندگی کے مقاصد اور امورِ مہمہ سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ آج کل سوشل میڈیا کے اکثر صارفین کا یہی حال ہے۔

قرآن وحدیث ہمیں وقت کی قدر کرنے اور اسے مفید کاموں میں صرف کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ سورۃ العصر میں وقت کی قدر نہ کرنے والوں کو نقصان اٹھانے والا قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَالْعَصْرِ ، إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ[27]

(زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے)

اس آیت کی روشنی میں وقت کے ضیاع کا نقد نقصان یہ سامنے آرہا ہے کہ اس طرح غیر ضروری موازنہ اور نیند کی کمی کی وجہ سے ذہنی صحت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ ایسے لوگ شدید ذہنی دباؤ اور نفسیاتی الجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں، ذہنی اور دماغی کمزوری، اعصابی دباؤ اور بلڈ پریشر وغیرہ جیسی خطرناک بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

5۔ فرائضِ منصبی سے غفلت:

اکثر لوگ اپنے فرائضِ منصبی اور پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران بھی سوشل میڈیا پر مشغول نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اپنی ڈیوٹی میں غفلت برتتے ہیں۔ یہ مرض ہمارے معاشرے میں اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ دفاتر میں بیٹھے کلرک اور افسر سے لیکر چپڑاسی تک، ہسپتالوں میں ڈاکٹرز، نرسز سے لیکر نیچے اسٹاف تک سب اس حمام میں ننگے ہیں، جن کی لاپرواہی اور عدم توجہ سے ان مقامات پر انسانیت مسائل اور پریشانی کا شکار ہو رہی ہے اور سسکتی اور تڑپتی نظر آرہی ہے۔ حالانکہ فرائضِ منصبی کی بجاآوری اسلام کی نظر میں بہت ضروری ہے۔

---

[26] النساء:140

[27] العصر:1–2

ایک حدیث میں آتا ہے:

اِن اللہ عَزوَجَل یُحب اِذا عَمِلَ اَحدُکُم عَمَلا اَن یُتقِنَہ[28]

(بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند کرتا ہے جو جب بھی کوئی کام کرے تو اسے خوب محنت اور مہارت سے کرے)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ، ارشادِ ربانی: وَیْلٌ لِلْمُطَفِّفِینَ[29] (بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی) کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"اسی طرح حقوق العباد میں جو شخص مقررہ حق سے کم کرتا ہے وہ بھی "تطفیف" کے حکم میں ہے۔ مزدور، ملازم نے جتنے وقت کی خدمت کا معاہدہ کیا ہے اس میں سے وقت چرانا اور کم کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ وقت کے اندر جس طرح محنت سے کام کرنے کا عرف میں معمول ہے اس میں سستی کرنا بھی "تطفیف" ہے۔"[30]

یہی کچھ معاملہ گھروں کا بھی ہے کہ والدین بچوں کو پورا وقت دینے سے قاصر ہیں، وہ ہر وقت سوشل میڈیا کی کسی فضول مصروفیت کی وجہ سے اولاد کی شفقت اور پیار کو بھی نظر انداز کیے بیٹھے ہیں۔ بچے بھی والدین کی لاپرواہی کے باعث کھیل کود اور مفید ذہنی وجسمانی سرگرمیوں کی بجائے سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں، جس سے ان کی تعلیم، ذہنی نشوونما اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بری طرح متاثر ہو رہی ہیں۔

6۔ سماجی ذمہ داریوں سے دست برداری:

انسان فطری طور پر مانوس ہونے والا ہے، اس کے نام میں انس کا عنصر شامل ہے اور وہ ہمیشہ سے دوسرے اپنے ہم جنس انسانوں سے مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ جس کی بنیاد پر اس کی کچھ سماجی ذمہ داریاں ہیں، جن کو پورا کرنا اور سبکدوش ہونا اس کی فطرت کا تقاضا اور اندر کی آواز ہے۔ لیکن سوشل میڈیا نے انسان کو اپنی فطرت کے برعکس، مانوس ماحول سے نکال کر، مصنوعی انس فراہم کیا ہے؛ لیکن حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اسے وحشت کے بیابان کا باسی بنا دیا ہے۔ لوگ تیزی سے تنہا پسندی کا شکار ہو رہے ہیں، محفلوں میں بھی سناٹا چھایا رہتا ہے، بھری بزم میں بھی ہر بندہ اپنے موبائل پر مصروف نظر آتا ہے۔ جس سے انسانی گھریلو زندگی متاثر ہو رہی ہے، آئے روز ان باتوں کی وجہ سے گھروں میں جھگڑے ہیں، قریبی رشتوں میں صلۂ رحمی اور پیار ومحبت کا فقدان ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے فطری طور پر سماج پر غلط اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

درج بالا منفی اثرات اس قدر خطرناک ہیں کہ دورِ حاضر کے مفکرین اور رہنمایانِ ملت اس کے ازالہ کے لئے سرگرداں اور پریشان ہیں۔ ان کا علاج ناممکن نہیں تو کم از کم مشکل ضرور ہے۔

تربیت اور اس کی معاشرتی رویوں میں اہمیت:

کسی بھی معاشرے میں تعمیری اقدار (Constructive Values) کو فروغ دینے اور اس کی ترقی کے لئے افراد سازی اور لوگوں کی ذہن سازی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ افراد سازی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کو تعلیم یافتہ بنایا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ منظم منصوبہ بندی کے تحت انہیں تربیت یافتہ بنایا جائے؛ لیکن افراد سازی کی بہتر صورت یہ ہے کہ انہیں بیک وقت تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ تعلیم وتربیت کی درج بالا ذمہ داری والدین، اساتذہ، ریاست اور اس کے اداروں کی بنتی ہے۔

[28] الطبرانی، ابو القاسم، **المعجم الاوسط**، القاہرۃ، دارالحرمین، 1415ھ/1995ع، 1/275 حدیث نمبر: 897

[29] المطففین: 1

[30] عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی، مکتبۃ معارف القرآن 1436ھ/2015ع، 8/694

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تعلیم وتربیت کے حوالے سے رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ ایک کامل نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں نہ صرف دینِ اسلام کی زبانی تعلیم دی؛ بلکہ عملی طور پر اخلاقی اقدار کو فروغ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغِ اسلام کے ساتھ ساتھ تربیتِ معاشرہ پر بھی خصوصی توجہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرضِ منصبی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي بعَثَ فِي الأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِنهُمْ يتلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيزَكِّيهِمْ وَيعَلِّمُهُمْ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[31]

(وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو پاکیزہ بنائیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے مقصد کو حسنِ اخلاق کی تکمیل قرار دیا ہے:

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ[32]

(میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں)

اسی بات کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچائی، دیانت داری، حسن اخلاق اور عدل وانصاف کی تعلیم دی۔ ریاستِ مدینہ میں آپ نے ایک ایسا سماجی نظام قائم کیا، جس میں احترامِ انسانیت، مساوی حقوق، اخلاقی اقدار کا فروغ، نیکی کی ترویج اور برائی کی تطہیر جیسے قوانین شامل تھے۔ اسی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ،الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.[33]"

(تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں بازپرس کی جائے گی۔ امام (حکمران) اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔")

سوشل میڈیا اور معاشرتی رویوں میں اخلاقی تربیت کے لیے اقدامات:

سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی استعمال معلوم کرنے کے بعد سوشل میڈیا اور معاشرتی رویوں کی اخلاقی تربیت کے لیے درج ذیل اقدامات کرنا مفید ہو گا:

1۔ قانون سازی اور ضابطۂ اخلاق طے کرنا اور عوام میں متعارف کرانا۔

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے مفید استعمال، نیز اس پر نفرت انگیز، اخلاق سوز، حیاباختہ اور اسلامی اقدار کے خلاف مواد پھیلانے اور جعلی خبروں کا راستہ روکنے کے لیے پہلے سے موجود قوانین پر نظر ثانی کرتے ہوئے جامع قانون سازی اور ضابطۂ اخلاق طے کرنا ضروری ہے۔ ضرورت اس امر

---

[31] الجمعہ:2

[32] مالک بن انس، **مؤطا مالک**، مؤسسۃ زاید بن سلطان، 1425ھ/2004ع، 5/1329، حدیث نمبر:3356

[33] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 2/5، حدیث نمبر:893

کی ہے کہ ریاستی سطح پر ایسے قوانین اور عملی تدابیر اور مثبت اقدامات ہونے چاہییں، اس حوالے سے حکومت کی طرف سے کچھ قوانین اور ایکٹ پہلے سے طے اور نافذ ہیں، لیکن وفاقی تحقیقاتی اداروں کو مزید فعال، بااختیار اور انصاف کے تقاضوں کو یقینی بنانے کے لیے علماء وماہرین کی مشاورت سے ایف آئی اے اور سائبر کرائم ایکٹ وغیرہ میں ترامیم کے لیے مربوط حکمتِ عملی کی ترتیب بنائی جائے تو اس کا فائدہ دوچند ہو سکتا ہے۔

اس سلسلے میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی خبر کو بغیر تحقیق آگے پھیلانے سے منع فرمایا۔ ارشاد ہے:

كَفيٰ بِالْمَرءِ كَذِبا اَن يُحدِث بِكُلِ مَاسَمِعَ[34]

(آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے)

اسی طرح ریاستِ مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کے حقوق اور احترامِ انسانیت کا تحفظ یقینی بناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِن دِمَائكُم وَاَموَالكُم وَاَعرَاضَكُم عَليكُم حَرَام[35]

(بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں)

ریاستِ مدینہ کے دستورِ مدینہ میں تمام شہریوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو بھی یقینی بنایا گیا تھا۔ اس میں غیر مسلموں کے تحفظ کی ضمانت بھی شامل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انتقصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيئًا بِغَيْرِ طِيبِ نفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يوْمَ الْقِيَامَةِ[36]

(سنو! جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم کیا، یا اس کے حق کو کم کیا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے دن میں اس کا مخالف ہوں گا۔)

اس میں گفتگو کے معیارات کا تعین بھی ملتا ہے۔ ایسی گفتگو کرنا، جس میں دوسروں کے لئے تحقیر کا پہلو ہو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسترد کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبَذِيءِ[37]

(مؤمن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ لعنت بھیجنے والا، نہ فحش گو اور نہ بدکلام)

اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيوْمِ الْآخِرِ فلْيقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ[38]

[34] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، بیروت، دار الجیل، 1334ھ، 1/8، حدیث نمبر: 5

[35] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 1/24، حدیث نمبر: 67

[36] السجستانی، ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، المکتبۃ العصریۃ، سن ندارد، 3/171، حدیث نمبر: 3052

[37] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**، بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1996ع 3/520، حدیث نمبر: 1977

[38] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 8/32، حدیث نمبر: 6134

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

(جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے)

اس حوالے سے سورت الحجرات میں بڑے واضح اور خوبصورت اخلاقی آداب موجود ہیں۔ جن میں یہ شامل ہے کہ کوئی شخص کسی کو تمسخرانہ نشانہ نہ بنائے، طعنہ نہ دے، برے القاب نہ دے، بدگمانی نہ کرے، ٹوہ نہ لگائے، غیبت نہ کرے اور قومی اور قبائلی نسبتوں کے فرق کی وجہ سے ایک دوسرے کو تعصب کا نشانہ نہ بنائے۔[39]

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مؤثر گفتگو کی جائے اور اس میں خیر خواہی اور راست بازی اختیار کی جائے، جس کا عملی مظاہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاستِ مدینہ میں کیا اور یہی انبیاء علیہم السلام کا طرزِ تخاطب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيغاً[40]

(ایسی بات کہتے رہو جو دل میں اتر جانے والی ہو)

حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ[41]

(میں اپنے پروردگار کے پیغامات تم تک پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جس پر تم اطمینان کر سکتے ہو)

قرآن وسنت میں بے مقصد چیزوں کو ترک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ[42]

(اور جو لوگ بے مقصد اور بے ہودہ باتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضول اور بے فائدہ چیزوں کے چھوڑنے کو اسلام کے اچھائی کی علامت قرار دیا ہے:

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ[43]

(آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دے)

قرآنِ پاک اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درج بالا اصول و قواعد کی روشنی میں قانون سازی کی جائے اور ضابطۂ اخلاق طے کیا جائے تو اس کے دُور رس اور مثبت اثرات مرتب ہونا یقینی ہے۔

2۔ غیر اخلاقی اور ملک وملت کے لیے مضر مواد کو حذف کرنے کے لیے وسائل کا استعمال۔

آج کل سوشل میڈیا پر ایسے کئی گمنام اور اصل شناخت چھپائے صارف موجود ہیں، جو منظم گروہوں کی شکل میں غیر اخلاقی اور ملک وملت کے لیے مضر مواد کو سیاسی و مذہبی آزادی کے نام پر بظاہر خوشنما اور طنز و مزاح کی آڑ میں انتشار پھیلانے کا مذموم کام سرانجام دے رہا ہے۔ ہمارے کئی

---

[39] الحجرات:11–13

[40] النساء:63

[41] الاعراف:68

[42] المؤمنون:3

[43] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1996ء 4/148، حدیث نمبر:2317

نوجوان نادانی میں ان کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ یہ ملک وملت کے لیے ایک سنگین صورت حال اور مستقبل کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ جس کی روک تھام (Restrictions) ضروری ہے اور اس سے ریاست کو نبرد آزما ہونے کے لیے دیگر امور پر غور کرنے کے ساتھ، سوشل پلیٹ فارمز سے ایسے مواد کو حذف کرنے اور ہٹانے (Blockage) کے لیے ماہرین کی مشاورت سے ملکی وسائل کو بروئے کار لایا جائے کہ غیر اخلاقی اور ملک وملت کے لیے مضر مواد فوری طور پر ڈیلیٹ ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں ایسے جامع اصول ملتے ہیں، جن میں ریاستی سطح پر برائی کے سدِباب اور اخلاقی اقدار کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔ ان سے جدید دور میں ڈیجیٹل مواد کو کنٹرول کرنے کا ضابطہ نکالا جاسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ[44]

(جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے، تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے)

ریاستی سطح پر منکرات کو روکنے اور اس کے لئے وسائل کو بروئے کار لانے کی مثال حرمتِ شراب کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے گھروں موجود شراب کے ضایع کرانے میں بھی ملتی ہے۔ چنانچہ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ[45]

(یہاں تک کہ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی)

3۔ ریاستی سطح پر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کو فعال کرکے اسلامی اور مشرقی اقدار کی ترویج واشاعت کا آغاز۔

ریاستی سطح پر ضرورت ہے کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر اسلامی اور مشرقی اقدار کی ترویج واشاعت کا آغاز کیا جائے۔ اس پر ریاست کی طرف سے اقدام مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔ دعوتِ اسلام اور تبلیغِ دین کے لئے اپنے دور کے رائج اور مؤثر ذرائع ابلاغ کا ایسا استعمال، جس میں کوئی شرعی اور اخلاقی خرابی نہ ہو، نہایت ضروری ہے۔ دورِ حاضر میں سوشل میڈیا کو اس مقصد کے لئے استعمال کرنا وقت کا تقاضا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام کے لئے خاص طور پر صفا چوٹی کا انتخاب فرمایا۔[46] یہ انتخاب اس دور کے مؤثر ابلاغی ذریعہ کی بنیاد پر تھا اور اس وقت کے مطابق ایک مؤثر "سوشل پلیٹ فارم" جیسا عمل تھا۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا، حج کے موسم، میلۂ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز،[47] خطابات اور شاعری[48] جیسے جاہلی معاشرے میں رائج اس زمانے کے طاقتور ترین اور مؤثر سارے ذرائع ابلاغ سے استفادہ کرتے ہوئے دعوت کو عام کیا۔

---

[44] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، بیروت، دارالجیل، 1334ھ، 1/50، حدیث نمبر: 49

[45] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 3/132، حدیث نمبر: 2464

[46] ایضاً: 6/111 حدیث نمبر: 4770

[47] احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**، دارالمنہاج، 1431ھ/2010ع، 10/5493، حدیث نمبر: 23621

[48] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار طوق النجاۃ 1422ھ، 6/111، حدیث نمبر: 3213

4۔ تعلیمی نصاب میں سوشل میڈیا کے مفید استعمال پر مضامین شامل کرنا۔

تعلیمی نصاب قوموں کے افکار و نظریات، سوچ و عمل کی تشکیل میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ نصاب میں موجود مضامین پوری زندگی کردار و عمل کا ایک زاویہ اور رخ متعین کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے ذریعے لوگوں کی ذہن سازی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحدیث کے نصاب سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا، جو عدل واحسان اور خیر خواہی کی بنیادوں پر استوار تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِنْكُمْ يتلو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيزَكِّيكُمْ وَيعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تعْلَمُونَ[49]

(جیسے ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے)

تعلیم کی اہمیت اور انسانی سماج کی تشکیل میں اس کی اثراندازی کے پیشِ نظر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تعلیمی مشن کی وضاحت کرتے ہوئے اپنا تعارف "معلم" کے طور پر ارشاد فرمایا۔[50] اس بنیاد پر ضرورت اس امر کی ہے کہ سوشل میڈیا کے مفید استعمال کے متعلق اعلیٰ اخلاقی معیارات سے مزین علوم وفنون اور معاشرتی ضابطوں کا تعین کر کے اس کے مطابق ماہرینِ تعلیم سے مضامین تیار کروا کر ان کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

5۔ عوام میں شعور اجاگر کرنے کے لیے علماء اور ماہرین کے تعاون سے تعلیمی وتربیتی ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد۔

المیہ یہ ہے کہ ہماری عوام میں بھی اس حوالے سے کوئی شعور نہیں پایا جاتا، لوگوں کی اکثریت سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر فضول قسم کی سرگرمیوں میں مبتلا ہے۔ دورِ حاضر میں سوشل میڈیا کے مثبت و منفی (Positive & Negative) ہر دو پہلوؤں سے آگہی دینا اور شعور اجاگر کرنا، تمام باشعور طبقات کے ساتھ، ریاست کی بھی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں علماء وماہرین کے تعاون سے ریاست کی طرف سے تعلیمی وتربیتی ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مزید برآں اسلام کے اخلاقی اصولوں سے روشناس کروانے کے لیے منظم لائحہ عمل جوڑ کر تربیت دینا بھی ضروری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حوالے سے بھی انہیں باشعور بنایا جائے کہ وہ سوشل میڈیا کے مواد کو سمجھنے، تجزیہ کرنے اور صحیح غلط میں امتیاز کرنے کے قابل ہو سکیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سماجی شعور اجاگر کرنے کے لئے انہیں صحیح غلط کی تمیز سکھائی اور اسلامی تشخص بتلایا۔ جس کی سیکڑوں مثالیں سیرتِ طیبہ میں بکھری ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل واحسان اور انسانی مساوات پر جامع خطبات ارشاد فرمائے، جن میں حجۃ الوداع کا تاریخی اور لازوال خطبہ، انسانیت کے لئے سرمۂ ہدایت ہے۔ یہ سب سماجی شعور اجاگر کرنے کے روشن مظاہر ہیں۔

6۔ نوجوان نسل کو سوشل میڈیا پر مثبت اور تعمیری کاموں سے متعارف کرنے کے لیے کورسز کا آغاز۔

نوجوانوں کو سوشل میڈیا پر مثبت اور تعمیری کاموں میں لگانے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ایسے کورسز سے متعارف کرایا جائے، جس سے مالی منفعت حاصل کر کے اپنے خاندان کے کفیل اور دست وبازو بننے کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی اخراجات برداشت کر کے زندگی میں ترقی اور بہتری لا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ عرصے سے حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومتوں نے فری لانسنگ کے بہت سے کورسز شروع کر رکھے ہیں، جو کہ

[49] البقرہ:151

[50] ابن ماجۃ، ابو عبد اللہ، **سنن ابن ماجۃ**، دار الرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ / 2009ع، 1/ 155، حدیث نمبر: 229

ریاستی سطح پر مفید اور مثبت طرزِ عمل ہے، جس کے مستقبل قریب میں خاطر خواہ اور دور رس ثمرات نظر آئیں گے۔ اس پروگرام کو مزید وسعت دینے اور دیہی آبادی تک پھیلانے کی ضرورت ہے۔

7۔ بچوں کی سوشل میڈیا پر رسائی کے لیے عمر کا معیار اور نگرانی۔

اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ کس عمر میں کون سے پلیٹ فارمز پر بچوں کو رسائی دی جائے اور اس دوران بچوں کی مناسب نگرانی بھی ایک لازمی معاملہ ہے۔ اس حوالے سے دنیا میں عمر کی درجہ بندی کا نظام موجود ہے، جس کے تحت تعلیمی انتظامیہ نے یہ طے کیا ہوتا ہے کہ کس Age Group کے لیے کون سے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کتنے وقت کے لیے استعمال کرنا بہتر ہیں، اس کو Age Rating کہا جاتا ہے، جو کہ ایک قانونی اور اخلاقی پابندی کا کام کرتا ہے۔

اس حوالے سے American Academy Of Child & Adolescent Psychiatry(AACAP) نے سوشل میڈیا اور مواصلاتی آلات کے، عمر کے تناسب کے لحاظ سے استعمال کرنے کی کچھ سفارشات مرتب کی ہیں۔ جس کے مطابق اٹھارہ ماہ سے کم عمر بچے والدین کے دور دراز مقام پر موجودگی کی صورت میں ان کے ساتھ صرف ویڈیو کال کے لئے کسی دیکھ بھال کرنے والے بڑے فرد کی نگرانی میں، اٹھارہ سے چوبیس ماہ کے بچے صرف تعلیمی مقاصد کے لئے والدین اور بڑے کی نگرانی میں، دو سے پانچ سال تک کے بچے، غیر تعلیمی سرگرمیوں کے لئے روزانہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور ہفتہ وار چھٹی والے دن تین گھنٹے استعمال کر سکتے ہیں اور چھ سال سے بڑی عمر کے بچے کا استعمالی دورانیہ محدود ہو تو بہتر ہے۔ اس کو دیگر مفید سرگرمیوں اور صحت مند عادات کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اسی طرح سکرینز کو بچوں کے بہلانے، چپ کرانے یا ان کے غصے کو کم کرنے کے لئے استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔[51]

دینِ اسلام نے یتیم کا مال تلف ہونے کے امکانی خطرے کے پیشِ نظر، اس کو سپرد کرتے وقت اس کے پاس سمجھ بوجھ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنهُمْ رُشْداً فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ[52]

(اگر تم یہ محسوس کرو کہ ان میں سمجھ داری آچکی ہے تو ان کے مال انہی کے حوالے کر دو)

تو سوشل میڈیا کا خطرہ تو امکانی نہیں؛ بلکہ وقوعی ہے اور مال کے تلف ہونے سے تو کہیں زیادہ اخلاقیات کی تباہی ہے! ہمارے ہاں کم عمر بچے اور نوجوان سوشل میڈیا کا بے دریغ اور بلا روک ٹوک غیر مناسب استعمال کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ریاستی سطح پر پاکستانی آئی ٹی ماہرین کی مدد سے ملکی اور اسلامی اقدار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، ماہرین کی مذکورہ سفارشات کی روشنی میں Age Rating اور Monitaring Apps پر کام کرنا چاہیے۔

[51] https://www.aacap.org/AACAP/Families_and_Youth/Facts_for_Families/FFF-Guide/Children-And-Watching-TV-054.aspx **Screen Time and Children**

[52] النساء:6

8۔ علماء اور سکالرز کے ساتھ مشاورت کے بعد جامع لائحہ عمل اور کامیاب پالیسی جوڑنا۔

قومی سطح پر علماء اور سکالرز کے ساتھ مشاورت کے لئے مفتیانِ کرام، دینی سکالرز، پروفیسرز اور ماہرینِ ابلاغیات پر مشتمل ایک قومی کمیٹی بنائی جائے جو سوشل میڈیا کے منفی اثرات اور غیر مناسب استعمال کی روک تھام کے لئے جامع لائحۂ عمل اور کامیاب پالیسی مرتب کرے۔ اس کی روشنی میں قانون سازی و دیگر اقدامات کیے جائیں۔

نتائج (Findings)

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. **سیرتِ نبوی ﷺ کی ابدی رہنمائی:** سوشل میڈیا کے مثبت اور بامقصد استعمال کے لیے سیرتِ طیبہ ﷺ ایک ہمہ گیر فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دور کے مؤثر ترین ذرائعِ ابلاغ کو دعوت، تعلیم اور اخلاقی تربیت کے لیے استعمال کیا، جو آج کے ڈیجیٹل عہد میں بھی مثالی نمونہ ہے۔
2. **ریاستی کردار کی ضرورت:** سوشل میڈیا کے مثبت کردار کو مضبوط بنانے اور منفی اثرات کو کم کرنے کے لیے ریاستی سطح پر جامع قانون سازی، واضح ضابطۂ اخلاق، اور مؤثر نگرانی کا نظام ناگزیر ہے۔
3. **تعلیم و تربیت کا انتظام:** پائیدار سماجی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی نصاب میں سوشل میڈیا کے مثبت استعمال اور اخلاقی آداب سے متعلق مضامین شامل کیے جائیں اور عوامی سطح پر آگاہی پروگرام منعقد ہوں۔
4. **نوجوان نسل کی رہنمائی:** نوجوانوں کی توانائیوں کو مثبت سمت میں بروئے کار لانے کے لیے ڈیجیٹل مہارت اور فری لانسز کے کورسز اور منصوبے متعارف کروانا ضروری ہے۔
5. **کم عمر صارفین کی نگرانی:** بچوں اور کم عمر صارفین کے لیے عمر کی درجہ بندی (Age Rating) اور مانیٹرنگ سسٹم قائم کیا جائے تاکہ انہیں غیر اخلاقی مواد اور غیر تعمیری سرگرمیوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔
6. **مشترکہ قومی حکمتِ عملی:** علما، محققین، ماہرینِ ابلاغیات، اور پالیسی ساز اداروں پر مشتمل قومی فورم تشکیل دے کر ایک جامع پالیسی مرتب کی جائے جو سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کو فروغ دے اور منفی پہلوؤں کی روک تھام کرے۔